© rasailojaraid.com

آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است

اوریا مقبول جان

واشنگٹن امریکہ کا دارالحکومت ہے لیکن جہاں اس شہر میں دنیا کی اس سپر پاور کی دعویدار مملکت کے تمام بڑے ادارے موجود ہیں وہیں یہ شہر اپنے بڑے بڑے عجائب گھروں کی وجہ سے بھی مشہور ہے۔ یہ عجائب گھر ایک فرانسیسی نواب کے ایسے بیٹے نے بنائے تھے جسے وہ دنیا کے سامنے اپنا بیٹا تسلیم نہیں کرتا تھا کیونکہ وہ ایک خفیہ شادی کا نتیجہ تھا۔ یہ بیٹا مفلوک الحالی میں امریکہ آیا۔ قسمت آزمائی کی اور اپنا نام Smith's Son یعنی سموکا بیٹا رکھا۔ اس کی جائیداد سے طرح طرح کے عجائب گھر بنے، بڑے ڈائنوسار کے ڈھانچوں کا میوزیم، دنیا کے پہلے جہاز سے خلائی شٹل والا میوزیم، بڑی بڑی قیمتی پینٹنگز کا میوزیم۔ لیکن اس کے مرنے کے بعد ان اداروں پر امریکہ کے یہودی چھا گئے اور انہوں نے اسے جنگ عظیم دوم میں مرنے والے یہودیوں کی یادگار کے طور پر ایک ہولوکاسٹ میوزیم بنا دیا۔ اس میوزیم اور دنیا بھر کے میڈیا کے ذریعے انہوں نے یہ شدید ترین پروپیگنڈہ کیا کہ اس جنگ میں مغرب نے 60 لاکھ یہودیوں کو مارا تھا۔ فلمیں بنیں، کتابیں لکھی گئیں، مضمون اور پمفلٹ شائع ہوئے اور امریکہ کی سیاست پر قبضے کی وجہ سے پورے یورپ کو مطعون کیا گیا۔ ان کے عوام اور رہنماؤں کو قصابوں سے تعبیر کیا گیا۔

ہولوکاسٹ کے مرنے والے یہودیوں کو اس قدر مقدس درجہ حاصل ہو گیا کہ ان کے خلاف بات کرنے والا، ان کی چالاکیوں، نمک حراموں اور اپنے ہی ملک سے غداری کے بارے میں گفتگو کرنے والے کو نفرت پھیلانے والا قرار دے کر قابل تعزیز بنا دیا گیا۔ وہ لوگ جنہوں نے یورپ امریکہ اور کینیڈا میں ان یہودیوں کی عیاری کا پردہ چاک کرنے کی کوشش کی ان کا جو حشر ہوا وہ ایک لمبی داستان ہے۔ میں یہاں صرف ان لوگوں میں سے چند ایک کا ذکر کروں گا جنہوں نے صرف اتنا زبان سے یا قلم سے نکالا کہ یہودیوں نے جو 60 لاکھ تعداد بتائی ہے وہ غلط ہے بلکہ مرنے والوں کی تعداد تو چند لاکھ سے بھی زیادہ نہیں ہے۔ بعض نے تو صرف اس طرف اشارہ ہی کیا تھا۔ ان سب کو نفرت پھیلانے کے جرم میں سزائیں بھگتنا پڑیں۔

کینیڈا میں کیلکم روزس، ڈوگ کولنز، ارنسٹ زنڈل کو پریس میں سب سے پہلے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا اور پھر ان کو عدالتوں میں گھسیٹا گیا۔ ان کی جائیدادیں ضبط کر لی گئیں اور انہیں معاشرے میں نفرت پھیلانے کے جرم میں دربدر ہونا پڑا۔ ان کا جرم صرف یہ تھا کہ انہوں نے سوال اٹھایا تھا کہ ثابت کیا جائے کہاں کہاں ساٹھ لاکھ یہودی مرے تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان میں سے دو ارنسٹ زنڈل اور گریمر روڈلف امریکہ چلے گئے لیکن کچھ عرصے بعد ان دونوں کو امریکہ نے اپنے ملک سے نکال کر جرمنی کے حوالے کر دیا جہاں وہ آج کل نفرت پھیلانے کے جرم میں مقدمے کا سامنا کر رہے ہیں۔ آسٹریا وہ ملک ہے جہاں اسی ہولوکاسٹ کے خلاف بات کرنا جرم ہے وہاں ان کے مشہور صحافی ڈیوڈ ارونگ کو گزشتہ دنوں گرفتار کر لیا گیا کیونکہ وہ اپنی تحریر سے یہودیوں کے اس پروپیگنڈے کو غلط ثابت کر رہا تھا۔ بلجیئم کا ایک اور لکھنے والا سیک فرائنڈ در بیک ایسی ہی تحریریں لکھتا تھا کہ اسے ہالینڈ کی حکومت نے گرفتار کیا اور آج کل وہ جرمن کی عدالت میں پیش ہونے کے لئے ہالینڈ بدری کا انتظار کر رہا ہے۔ وہ جرمن شہری بھی نہیں لیکن اس کے عالمی وارنٹ جرمن عدالت نے جاری کئے ہیں۔ صرف قانونی کارروائی کی بات نہیں 19 ستمبر 2005ء کو بلجیئم کے ایسے ہی ایک لکھنے والے ویسنٹ ریونارڈ کے گھر میں پولیس گھس گئی۔ پورے گھر کو توڑ پھوڑ دیا۔ اسے گرفتار کر لیا گیا اور کہا گیا کہ اسے تب رہا کیا جائے گا اگر وہ پاگلوں کے ڈاکٹر سے معائنہ کروائے اور یہودیوں کے ہولوکاسٹ کے خلاف لکھنا اور بولنا بند کر دے۔

یہ سب تو ان ممالک میں ہوا ہے جو آج سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توہین آمیز کارٹون چھاپنے پر پریس کی آزادی کا بہانہ بناتے ہوئے کارروائی سے انکار کر رہے ہیں۔ لیکن اس دنیا کے چہرے پر ایک اور طمانچے کا ذکر کروں گا 19 جون 2004ء کو اسرائیل کی کیبنٹ یعنی پارلیمنٹ نے حکومت کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا میں کہیں بھی کسی جگہ بھی کوئی شخص اگر ساٹھ لاکھ کی تعداد کو کم بتانے کی کوشش کرے تو اس پر مقدمہ چلا سکتی ہے اور اس ملک سے اسے نفرت کے جرم "Criminal Hate" کے طور پر مانگ سکتی ہے۔ گرفتار کر سکتی ہے، سزا دے سکتی ہے یعنی اس وقت جو لکھنے والے جرمنی اور آسٹریا کی عدالتوں میں مقدموں کا سامنا کر رہے ہیں وہ کل اسرائیل کی درخواست پر اس کی جیل میں ہوں گے۔ نفرت پھیلانے والے سزا صرف ان لکھنے والوں کو دی جاتی ہے جو یہودیوں کے خلاف لکھتے ہیں۔

یہ تفصیل اس قدر طویل ہے اور کئی سالوں پر پھیلی ہوئی ہے لیکن صرف اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ صرف جنگ میں اپنے ہی ملک سے غداری کے جرم میں اور اپنی عیاریوں کی وجہ سے سزا پانے والے یہودی اتنے مقدس ہیں کہ ان کی تعداد کم کرنے پر نفرت پھیلتی ہے تو وہ قوم جس کے لوگوں کی زندگیوں کا سرمایہ ہی عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ جو اپنی جان، مال، عزت، آبرو، اولاد اور ماں باپ سے زیادہ ان سے محبت کرتی ہے اس کی توہین نفرت پھیلانے کے جرم میں نہیں آتی۔ کاش کوئی حکمران، کوئی لیڈر، کوئی صاحب اقتدار دنیا بھر کے میڈیا کے سامنے بتائے کہ جس نے کارٹون چھاپے اسے اسی قانون کے تحت سزا دوں ورنہ تم ہم سے اجنبی، بیگانے کاش کوئی پارلیمنٹ سڑک پر نکلنے سے پہلے اسرائیل کی طرح یہ بل منظور کرے کہ توہین رسالت کا مجرم خود امریکہ میں ہو یا ڈنمارک میں اسے ہمارے حوالے کر دو۔ اس بل کو پاس کرنے کے لئے صرف ایک ووٹ چاہیے لیکن اس ووٹ کو ڈالنے کے لئے غیرت، ہمت، جرأت ہی نہیں عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دولت بھی ضروری ہے اور اسی میں ہماری آبرو کا راز پوشیدہ ہے۔

☆......☆......☆

© rasailojaraid.com